پیغامِ سیرت!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (۱)

اور اللہ ہی نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے نکالا، تمہیں کچھ بھی معلوم نہ تھا، اور اس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر کرو۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کان اور آنکھ کے ساتھ خاص طور پر دل کا ذکر فرمایا جو علم و آگہی، سمجھ بوجھ اور اچھے برے میں فرق و تمیز کا مرکز ہے، یہیں سے انسان اور غیر انسان کے درمیان حدِ فاصل قائم ہوتی ہے کسی اور مخلوق حتیٰ کہ فرشتوں تک کو بھی اس درجے کا علم و آگہی اور عقل و شعور نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطاء فرمایا ہے، انسان کی اسی فضیلت اور شرف و امتیاز کے بارے میں دوسری جگہ نہایت وضاحت کے ساتھ فرمایا!

وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا، (۲)

اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیئے۔

گویا یہ خاکی مخلوق ایسی صلاحیت اور فہم و شعور کی حامل ہے کہ کائنات کی تمام چیزوں کا علم حاصل کر سکتی ہے اور دوسری مخلوقات کو اپنے زیر تسلط لا سکتی ہے، یہ امتیاز انسان کے سوا کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں، اس فضل و امتیاز کو اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ (۳)

۱۔النحل، آیت ۷۸،　۲۔البقرہ، آیت ۳۱،　۳۔بنی اسرائیل، آیت ۷۰،

اور تحقیق ہم نے بنی آدم کو فضیلت دی اور ان کو خشکی وتری میں سوار کیا اور ان کو پاکیزہ روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوقات پر ان کو فضیلت دی۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے!

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً (۱)

اور جب آپ (ﷺ) کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی احتیاج سے بے نیاز ہے اس لئے اس کو اپنے لئے کسی خلیفہ یا نائب کی ضرورت نہیں تھی، لیکن بندے براہ راست اس کا فیض حاصل نہیں کرسکتے اور نہ کسی واسطے کے بغیر اس کے احکام اس سے معلوم کرسکتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں ہی میں سے کچھ برگزیدہ لوگوں کو منتخب فرماکر مختلف زمانوں اور مختلف مقامات پر مبعوث فرمایا۔ اس آیت سے فرشتوں اور دیگر تمام مخلوق پر انسان کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس سے ہر انسان مراد نہیں بلکہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی خلافت کا حق ادا کرتا ہے اس کے اوامر کو بجالاتا اور منہیات سے بچتا ہے وہی اس شرف وفضل کا مستحق ہے۔

اور ارشاد ہے!

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ○ (۲)

تحقیق ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں تخلیق کیا ہے،

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ○ (۳)

پس بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اچھی شکل وصورت پر جملہ کمالات کے ساتھ پیدا کیا، انسان واحد مخلوق ہے جو سیدھی اور اپنے پیروں پر کھڑی ہوکر چلتی ہے، اور ہاتھوں سے کھاتی ہے، اس کے مقابلے میں حیوانات ہیں جو اپنے چاروں پاؤں یعنی ہاتھوں اور پیروں پر چلتے ہیں اور براہ راست منہ سے کھاتے ہیں، پھر تمام جانور مفرد اشیاء کھاتے ہیں، مثلاً کچا گوشت، پھل، گھاس وغیرہ اس کے برعکس کھانے کی مختلف اشیاء کو باہم مخلوط اور مرکب کرکے لذیذ اور عمدہ کھانے تیار کرنا بھی انسان ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

پھر افہام وتفہیم کا جو ملکہ انسان کو عطاء ہوا ہے وہ کسی دوسری مخلوق میں نہیں پایا جاتا، گفتگو، تحریر وتقریر اور اشاروں کے ذریعے یہ اپنی بات دوسروں تک بتمام وکمال پہنچا سکتا ہے جبکہ دوسری کوئی

۱۔البقرۃ آیت ۳۰، ۲۔التین، آیت ۴، ۳۔المومنون آیت ۱۴، الذریت، آیت ۵۶

مخلوق ایسا نہیں کر سکتی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ شرف بھی عطاء فرمایا!

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ۔ (۱)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔

یہ ہے وہ شرف و فضیلت اور انعام و احسان جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے صرف بنی آدم کو سرفراز فرمایا! دوسری تمام مخلوقات اس اعزاز سے محروم ہیں۔

انسان چونکہ اللہ کا خلیفہ و نائب ہے اور مسجودِ ملائک ہے اسلئے اگر وہ اللہ کو چھوڑ کر مخلوق میں سے کسی کے آگے جھکے گا تو اس کا یہ فعل اُس شرف و فضیلت اور منصب کے منافی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطاء فرمایا ہے، سو جو شخص ایسا کرے وہ انسان کہلانے ہی کا مستحق نہیں، ان کے متعلق قرآن کہتا ہے!

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْغَافِلُوْنَ ○ (۲)

یہ لوگ چوپایوں کی مانند ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ، یہی لوگ بے خبر ہیں۔

اس لئے انسان کو اپنا مقام پہچاننا چاہئے اور اللہ کے سوا کسی اور طاقت کے آگے نہیں جھکنا چاہئے، یہی انسان کا طرۂ امتیاز اور وظیفۂ حیات ہے کہ وہ صرف اللہ کا بندہ بن کر اس کے احکام کے تحت اسی کی رضا و خوشنودی کی خاطر اپنی پوری زندگی گزارے، اسی کا نام عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد بھی یہی بیان فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ (۳)

اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ سب انعامات اور امتیازات بے مقصد نہیں عطاء کئے اور نہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا کہ وہ جانوروں، حشرات، نباتات اور جمادات کی مانند پیدا ہو، پلے، بڑھے اور پھر مر کر فنا کے گھاٹ اتر جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کا جو مقصد مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں متعین فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، عبادات و معاملات غرض زندگی کا ہر لمحہ اور اس کی ہر حرکت و سکون اللہ تعالیٰ کی رضاء اور خوشنودی کے لئے ہو اور اس کے ہر فعل اور بات کا مقصد اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہو، قرآنِ کریم نے ایک مقام پر اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے!

۱۔ البقرہ آیت ۳۴، ۲۔ الاعراف، آیت ۱۷۹، ۳۔ الذریت، آیت ۵۶،

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O (۱)

آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے۔

ایک حدیث میں ہے! رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں!

من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ واعطیٰ للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل ایمانہ (۲)

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے غصہ کیا، اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کے لئے منع کیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خلافت جیسا منصب عطاء فرمانے کے بعد اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی ہدایت و راہنمائی اور اس کو اس کا مقام یاد دلانے، اوامر نواہی بتانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے کام اور اس کی کامل اطاعت کے طریقے سکھانے کے لئے اللہ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، چنانچہ مختلف زمانوں، مختلف قریوں، مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں ایک لاکھ سے زائد پیغمبروں کو مبعوث فرمایا، ان میں سے بعض انبیاء پر آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی نازل ہوئے، یہ تمام پیغمبر اپنے اپنے علاقوں میں اپنی اپنی امتوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کوشش کرتے رہے، لوگوں کو حق کی دعوت دیتے اور باطل سے روکتے رہے، ان کو ان کے فرائض اور منزلِ مقصود کی نشاندہی کرتے رہے اور اس کے حصول کے طریقے بتاتے رہے، سب سے آخر میں نبیٔ آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، جن پر انسانیت کی تکمیل ہوئی اور جنہوں نے خلافتِ الٰہی اور بندگی کا حق ادا کر دیا۔

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (۳)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، وحی اور نبوت و رسالت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو گیا، آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک ہر قوم اور ہر زمانے کے لوگوں کے لئے ہے، اب قیامت تک نہ تو کوئی نبی اور رسول آئے گا اور نہ کسی انسان پر وحی نازل ہوگی اور نہ اس کی ضرورت ہے، کیونکہ

۱۔ انعام آیت ۱۶۲، ۲۔ مشکوۃ، کتاب الایمان، فصل ثانی، ۳۔ الاحزاب آیت ۴۰،

آپ ﷺ کو جو کتاب (قرآنِ حکیم) دی گئی ہے وہ تمام سابقہ آسمانی کتب کی ناسخ اور احکاماتِ الٰہیہ کی جامع و مکمل کتاب ہے، اور دوسری آسمانی کتب کے برعکس قرآنِ کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے تاکہ شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قیامت تک بلا کسی تحریف و تغیر کے باقی رہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ O(۱)

بیشک ہم ہی نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بعض احکام صراحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں، جیسے توحید، شرک و کفر کا سنگین جرم ہونا، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں، ان کا بجالانا بلاواسطہ اللہ کی اطاعت ہے، اسی طرح قرآنِ کریم میں بعض احکام صراحت کے ساتھ نہیں آئے، ان کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور فعل کے ذریعے فرمائی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد تعلیم کتاب تھا، جسے آپؐ نے نہایت احسن طریقے سے انجام دیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (۲)

اور ہم نے آپ (ﷺ) پر یہ قرآن نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اس کی تشریح کردیں، جو اللہ کی طرف سے ان کے لئے احکام نازل کئے گئے ہیں۔

چنانچہ ایسے تمام احکام جن کی تشریح آپ ﷺ نے فرمائی وہ بھی وحیِ الٰہی کی ایک قسم سے ہیں جس کو وحی غیر متلو کہتے ہیں، ایسے تمام احکام کی پیروی بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت و فرمابرداری ہے مگر چونکہ ظاہری اعتبار سے یہ احکام صراحت کے ساتھ قرآنِ کریم میں نہیں آئے بلکہ یہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک اور آپ ﷺ کے عمل سے امت کو پہنچے ہیں اس لئے ان کی اطاعت ظاہری طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کہلاتی ہے، قرآنِ کریم میں جو احکام صراحت کے ساتھ نہیں آئے اور حدیث نے ان کی وضاحت کی یا قرآن میں اس کی جانب اجمالاً اشارہ کیا گیا تھا اور حدیث نے اس کی تشریح کی ان کی فہرست خاصی طویل ہے، یہاں صرف دو مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

۱...... كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (۳)

اور جب تک صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے ممتاز نہ ہو جائے اس وقت (صبح

۱۔ الحجر آیت ۹، ۲۔ النحل آیت ۴۴، ۳۔ البقرہ آیت ۱۸۷،

صادق) تک کھاپی لیا کرو۔

اس آیت میں سفید اور سیاہ دھاگوں کا ذکر ہے، صحابہؓ کرام اس کا صحیح مطلب و مفہوم نہ سمجھ سکے حالانکہ وہ سب اہلِ زبان تھے، بعض صحابہؓ کرامؓ نے اس سے سفید و سیاہ دھاگے مراد لئے چنانچہ کچھ صحابہؓ نے اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگے باندھ لئے جب تک ان کی سفیدی و سیاہی میں تمیز نہ ہوتی وہ کھاتے پیتے رہتے، اسی طرح حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے اپنے تکیے کے نیچے سفید اور سیاہ رنگ کے دھاگے رکھ لئے اور وہ بھی ان کے رنگوں میں تمیز نہ ہونے تک کھاتے پیتے رہتے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس سے مراد صبح کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے۔(۱)

۲...... اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (۲)

چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو، ان کے کئے کی سزا کے طور پر، اللہ کی طرف سے

قرآنِ کریم نے یہاں چوری کی سزا کے طور پر ہاتھوں کا کاٹنا بیان فرمایا ہے اور یہ نہیں بتایا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟ کلائی سے، کہنی سے یا کندھے سے، نیز یہ سزا کتنی مالیت کی چوری پر ہے، یہ تمام تفصیلات و تشریحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ اگر آپ ﷺ ایسی آیات کی تشریح نہ فرماتے تو ان کا صحیح مفہوم اور منشائے خداوندی امت سے پوشیدہ رہتا، اسی لئے احادیثِ نبویہؐ قرآنی احکام کے لئے تفسیر و تشریح کا درجہ رکھتی ہیں، اسی بناء پر امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں!

لو لا السنة مافهم القرآن احد منا

اگر سنتِ نبوی (احادیثِ مبارکہ) نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی بھی قرآن نہ سمجھ پاتا۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں!

جميع ماتقوله السنة شرح للقرآن

جو کچھ سنت (احادیث) بیان کرتی ہے وہ تمام قرآن کی تشریح ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو بھی لازمی قرار دیا، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے!

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (۳)

تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

۱۔ تفسیر ابن کثیر، ج ا، ص ۲۲۱، مظہری ج ا، ص ۲۰۵، ۲۔ المائدہ آیت ۳۸، ۳۔ النساء آیت ۵۹،

دوسری جگہ فرمایا!

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا (۱)

اور اگر تم اللہ کے رسول کی اطاعت کروگے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

نیز فرمایا!

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِیْماً ○ (۲)

اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو وہی عظیم کامیابی سے ہم کنار ہوا،

ایک اور جگہ ارشاد ہے!

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ (۳)

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صراحت کے ساتھ بیان فرمادیا کہ رسول کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ نے ہمیں جن احکام کا مکلف بنایا ہے وہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعے پہنچے ہیں خواہ وہ براہ راست قرآنِ حکیم کے ذریعے ہمیں ملے ہوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل یعنی حدیثِ رسول کے ذریعے ہمیں معلوم ہوئے ہوں، ان دونوں اقسام کے احکامات کے مجموعے کو شریعتِ کہتے ہیں، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قرآن کی تفسیر و تشریح ہے اور آپ ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ وہ وہی فرماتے ہیں جو کچھ ان پر وحی کیا جاتا ہے اس لئے ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور جو شخص رسول کی اطاعت نہیں کرتا اور اس کے احکام نہیں مانتا تو وہ بلا شبہ اللہ کا انکار کرتا ہے، ارشادِ باری ہے!

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ (۴)

اور وہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں کہتے بلکہ وہ وہی کہتے ہیں جو ان پر وحی کیا جاتا ہے۔

اسی لئے آپ ﷺ کے ہر فیصلے کو ماننا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے، کسی ایک معاملے میں بھی آپ ﷺ کی اطاعت سے انکار و اعراض کفر ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا فیصلہ در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کا فیصلہ ہے، قرآن میں ارشاد ہے!

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً ○ (۵)

۱۔النور آیت ۵۴، ۲۔الاحزاب آیت ۷۱، ۳-النساء آیت ۸۰، ۴۔النجم آیت ۳-۴،
۵-النساء آیت ۶۵،

پس تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ ان میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے کہ وہ آپس کے جھگڑوں میں آپ ﷺ کو منصف تسلیم کریں اور آپ ﷺ جو فیصلہ کریں اس پر وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور خوشی سے تسلیم کرلیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلاشبہ اس نے اللہ کی نافرمانی کی (۱)

ایک اور حدیث میں ہے، آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائے۔ (۲)

بے شمار قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں کہ انسان کی کامل اصلاح اور دنیا و آخرت کی تمام کامیابیوں کی ضمانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں کی پیروی ہی میں مضمر ہے، اور یہ اطاعت و پیروی نماز اور روزے تک محدود نہیں اس کا دائرہ کار تمام معاملات و حقوق سمیت زندگی کے ہر شعبے تک محیط ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے اور ہر کام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے ایک مثالی نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (۳)

بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالاتِ ظاہری و باطنی سے کامل درجے تک مزین فرما کر اس دنیا میں بھیجا تا کہ آپ ﷺ قیامت تک ہر زمانے کے لوگوں کے لئے زندگی کے ہر شعبے، کے لئے خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات، معاشرت ہو یا اخلاق و کردار، سیاست ہو یا نظامِ حکومت، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، خانگی معاملات ہوں یا مملکتی امور غرض زندگی کے ہر گوشے، ہر پہلو اور ہر موقع کے لئے آپ ﷺ بہترین اور کامل ترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرمادیں، چونکہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ کامل واتم ہے اسلئے ہمیں اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لئے پوری تندہی سے اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور دوسروں کو بھی نہایت اخلاص و انہماک سے اس جانب توجہ و رغبت دلانی چاہئے، یہی پیغامِ سیرت ہے، اسی کو حرزِ جاں بنا کر فلاحِ دارین سے ہمکنار ہونا ہے۔

*****

۱۔ مسلم فی الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء، ۲۔ مشکوۃ باب الا عتصام بالکتاب والسنۃ، فصل ثانی، ۳۔ الاحزاب آیت ۲۱،

تحقیق و تدقیق مسلمانوں کا خاص میدان اور ان کی امتیازی خصوصیت رہی ہے، خصوصاً اسلامی علوم، حدیث و تفسیر، سیرت و تاریخ اور فقہ وغیرہ کے ضمن میں مسلمانوں کی جانب سے کی جانے والی بلند پایہ علمی و تحقیقی کاوشیں اس کی شاہد ہیں، ان کے پیشِ نظر ہمیشہ یہ قرآنی ہدایت!

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَافَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ O (۱)

اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو کہیں تم کسی قوم کو نادانی میں نقصان پہنچا بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔

اور آپ ﷺ کی یہ تنبیہ!

من كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (۲)

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں انہوں نے ایک جانب آپ ﷺ کے اقوال واحوال کی روایت ودرایت کے سلسلے میں بے مثال کوششیں کیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اور آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک سے تعلق رکھنے والی ایک ایک بات کی تصدیق و تائید کی خاطر سینکڑوں ہزاروں میل سفر کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی، سینکڑوں ہزاروں اساتذہ سے اکتسابِ علم کے لئے ہر طرح کی صعوبتوں کو برداشت کیا، علوم کے دفاتر کھنگال ڈالے اور آئندہ آنے والوں کی رہنمائی کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں صفحات ورثے میں چھوڑے، جن میں سے ایک ایک صفحہ آبِ زر سے لکھنے کے لائق اور سونے میں تولنے کے قابل ہے، احادیث کی پرکھ و حفاظت کی خاطر اور اس احساس کے تحت کہ آپ ﷺ کی جانب کوئی غلط بات منسوب نہ ہونے پائے، مسلمانوں کا ترتیب دیا ہوا صرف ایک فن ''اسماء الرجال'' ہی دنیائے عالم میں ان کے علمی تفوق اور تحقیقی برتری کا کافی ثبوت ہے۔

مسلمانوں کا یہ عظیم ورثہ اگرچہ ہم سب کے لئے باعثِ فخر ہے لیکن اپنے اسلاف کی صحیح جانشینی کے حقدار صرف وہی قرار پائیں گے جو اپنا فرض پہچانتے ہوئے اسلاف کی تابندہ اور پر شکوہ علمی و تحقیقی روایات کو آگے بڑھانے میں حتی المقدور اور حسبِ توفیق اپنا کردار ادا کریں گے۔

*****

مستشرقین (مستثنیات کو چھوڑ کر) اپنے مبلغ علم، ورثے میں ملنے والے تعصب اور بغض و عناد، اور اپنے متعین مقاصد کے تحت جب اسلامی علوم کی طرف آتے ہیں تو ان سے کسی بڑے اور سنجیدہ

۱۔ الحجرات، آیت ۶، ۲۔ ترمذی ج ۴، ص ۱۱۳، رقم الحدیث ۲۲۶۳، مسند احمد ج ۲، ص ۳۸۰،

علمی کارنامے کی توقع نہیں کی جاسکتی، لیکن ان کی کوششیں چونکہ غیر جانبداری کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہوتی ہیں، اس لئے حقائق کا علم نہ رکھنے والوں کے لئے اس میں کشش بھی ہوتی ہے اور کسی نہ کسی حد تک ان کے دعاوی اس قسم کے افراد کو متاثر کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، اس کی بڑی وجہ اسلامی ورثے اور مسلم مفکرین و محققین کی گرانقدر خدمات سے انکی لاعلمی کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر میں مسلمانوں کے ہاں علمی و تحقیقی میدان میں پایا جانے والا انحطاط بھی ہے، جس کے نتیجے میں کچھ عرصے سے مستشرقین کو مسلمانوں کے مذہبی اور علمی معاملات میں مداخلت کا موقع مل رہا ہے، اور وہ اپنے مخصوص مفادات و مقاصد کے تحت ان سرگرمیوں میں مصروف ہیں جو اسلامی تعلیمات کو غلط انداز سے پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مابین اختلافات پیدا کرنے کا بھی باعث ہیں، نیز اسی ہمہ ہمی میں ایسے "مجددین" بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کی کاوشیں اسلام کے حق میں جانے سے زیادہ اس کے لئے ضرر رساں ثابت ہوتی ہیں، یہ صورتِ حال کسی بھی دردمند مسلمان کے لئے قابلِ قبول نہیں ہوسکتی، اس کے سدِباب کا علمی انداز یہی ہے کہ مسلم مفکرین اور اہلِ علم محققین کو ایسا پلیٹ فارم مہیا کردیا جائے جہاں وہ اسلامی محاذوں پر اپنی خدمات انجام دے سکیں، "السیرۃ" العالمی اسی سمت میں ایک ادنیٰ کوشش ہے۔

*****

یہ امر خوش آئند ہے کہ بہت سے علمی مسائل اور اسلامی موضوعات پر اعلیٰ تحقیقی کاموں کے لئے مختلف ادارے سرگرمِ عمل ہیں اور ان میں اضافہ ہو رہا ہے، البتہ سیرتِ طیبہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ و السلام ایسا موضوع ہے جس کی جانب ہمارے ہاں وہ توجہ نہیں دی جاسکی جس کا وہ متقاضی ہے، ہماری جامعات اور اسکول کالجوں میں بھی اس جانب کوئی خاص توجہ نہیں ہے، رسائل و جرائد میں بھی خاص موقعوں پر سیرت نمبروں کے اجراء کا رجحان تو ہے لیکن عام طور پر ان میں مضامین کے معیار پر توجہ نہیں دی جاتی اور نہ موضوع کی وسعت و اہمیت کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر اس مجلّے کو صرف سیرتِ طیبہ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔

یہ خالص علمی اور تحقیقی کام ہے جس میں تعاون ہر اہلِ علم کی ذمہ داری ہے، ہمیں امید ہے کہ اہلِ علم کا ہمیں بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائیں اور قبولیتِ عام عطاء فرمائیں، اور سیرتِ طیبہ پر اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور علم و عمل میں پایا جانے والا بُعد دور فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

۞